Submission of E-contents

1. Name: DR. MD. ZEYAUR RAHMAN
2. Designation: Associate professor,
3. Department/College: Urdu/ S. Sinha College, Aurangabad
4. Subject: URDU
5. Course Type : (UG/PG/UG Vocational Courses/PG Vocational Courses/Medical/Para-Medical/LAw/Technical/ Educational/ Diploma) write anyone : PG
6. Course (B.A/B.Sc/B.Com/M.A./M.Sc/M.Com) write anyone : M.A., 4th sem, Paper - 14
7. Title/Heading of e-content : 'WALDA MARHUMA' KA FALSAFYANA ASAS
8. Image to be displayed with e-content (1125x750 in jpg or png only): drive link
9. PDF of e-content (in . pdf and < 10Mb) : drive link
10. URL from YouTube Video of e-content:
11. Whatsapp Number * 9431632576

NOTE: In Sr.No.9 &10, One must be filled.

Fill and send to munodalgaya@gmail.com

14-10-2020

"والدہ مرحومہ" کا فلسفیانہ اساس

M.A, 4th Sem, Paper – 14

اقبال کی نظم والدہ مرحومہ میں فلسفیانہ مسائل اور معنوی وسائل کا بہترین استعمال ہوا۔ ہر چند کہ یہ ایک مرثیہ ہے لیکن ماں کی موت شاعر کے ذہن کو ایسے پیچیدہ مسائل کی طرف لے جاتی ہے کہ زندگی کیا شے ہے اور موت کی حقیقت کیا ہے۔ اندیشہ تھا کہ ایسے مسائل شاعری کی زبان یعنی بالواسطہ زبان کے بجائے نثر کی زبان یعنی بلاواسطہ زبان میں ادا ہو جاتے اور نظم معنوی حسن سے محروم ہو جاتی۔ لیکن شاعر فنی تدابیر کے استعمال سے نظم کے حسن کو برقرار رکھتا ہے۔ یعنی رمز و کنایہ سے کام لیتا ہے، کہیں ایجاز و اختصار سے تو کہیں تشبیہ و استعارے سے۔ مثلاً کہتا ہے کہ دنیا کی ہر شے فانی ہے۔ اس خیال کو ادا کرنے کے لیے اسے کلی کا انجام یاد آتا ہے جو کھلتی ہے اور مرجھا جاتی ہے۔ یہی نہیں بلکہ کلی کی شکل اس کے ذہن کو صراحی کی طرف منتقل کر دیتی ہے اور یاد آتا ہے کہ صراحی ذرا سی چوٹ سے ٹوٹ جاتی ہے۔ شاعر کہتا ہے ___

ہے شکستِ انجام غنچے کا سبو گلزار میں

ایک کائنات معنی ہے جو اس چھوٹے سے مصرعے میں سمائی ہے۔ کہتے ہیں کہ دنیا کی بے ثباتی کا علم انسان کو صبر دیتا ہے۔ اس بات کو شاعر یوں ادا کرتا ہے۔ "غم و کلفت کا ضرب سامان اگر و آہ ہے" زندگی کی حقیقت کا علم انسان کو سخت دل بنا دیتا ہے۔ یعنی شاعر کو جیسے ہی یاد دلاتا ہے اور وہ کہتا ہے "یعنی اس احساس کا گلا دل آگاہ ہے"۔ اب استعارہ و تشبیہ کی چند مثالیں پیش کی جاتی ہیں ___

گلشنِ ہستی میں مانندِ نسیم ارزاں ہے موت

ڈوب جاتے ہیں سفینے موج کی آغوش میں

آہ سیمابِ پریشاں، انجم گردوں فروز ؏ شوخ یہ چنگاریاں ممنونِ شب ہے جن کا سوز

یہ صرف چند مثالیں ہیں ورنہ پوری نظم اسی شعری نظام پر قائم ہے اور نظم کا ہر شعر قابلِ توجہ ہے۔ اسی طرح امیجری یعنی پیکر تراشی شعری وسائل کا اہم جز ہے۔ بلاشبہ اس نظم میں اس کے بہترین نمونے نظر آتے ہیں مثلاً۔

کیاریاں جن کے قفس میں قید ہے آہِ خزاں
سبز کر دے گی انھیں بادِ بہارِ جاوداں

اور یہ صبح کا منظر۔

مہر کے مشرق سے جس دم جلوہ گر ہوتی ہے صبح ٭ داغ شب کا دامنِ آفاق سے دھوتی ہے صبح
خفتگانِ لالہ زار و کوہسار و رود بار ٭ ہوتے ہیں آخر عروسِ زندگی سے ہمکنار

صرف یہی نہیں بلکہ غنائیت سے بھی یہ نظم پوری طرح لبریز ہے۔ یہ دیکھا گیا ہے کہ فکر و فلسفہ جس طرح شعر کا لباس پہن کر سراپا ترنم بن جاتے ہیں تو یہ نظم اس کی بہترین مثال ہے۔ یہاں فلسفہ فلسفہ نہیں رہتا بلکہ شاعر کے احساس کی گرمی اسے پگھلا کر شعری تجربہ اور قلبی واردات میں تبدیل کر دیتی ہے۔ فکر اور فن کی دونوں جذبات کی گہرائیوں میں تقسیم ہیں۔ نظم مثنوی کے فارم میں ہے۔ ہر شعر کا قافیہ و ردیف جداگانہ ہے۔ نظم کے لیے بحر رمل مثمن محذوف کا انتخاب کیا گیا ہے۔ یہ بحر مترنم ہے اور بیک وقت بند بھی ہیں۔ معنی میں تسلسل ہے لیکن خیالات و تخاطب کی ضرورت کے مطابق چھوٹا بڑا بند تشکیل پاتا ہے۔ نظم کا خاتمہ مرثیہ کی مناسبت سے دعائیہ اشعار پر ہوتا ہے۔ آخری بند میں ماں سے

یاد سے تیری دلِ درد آشنا معمور ہے
جیسے کعبے میں دعاؤں سے فضا معمور ہے

DR. MD. ZEYAUR RAHMAN,
Associate Professor
Deptt. of Urdu S. Sinha College, Aurangabad
Course: M.A. 4th Sem, Paper – 14
Title/Heading of E-Content: WALDA MARHUMA KA FALSAFYANA ASAS

Whats App. No. 9431632576